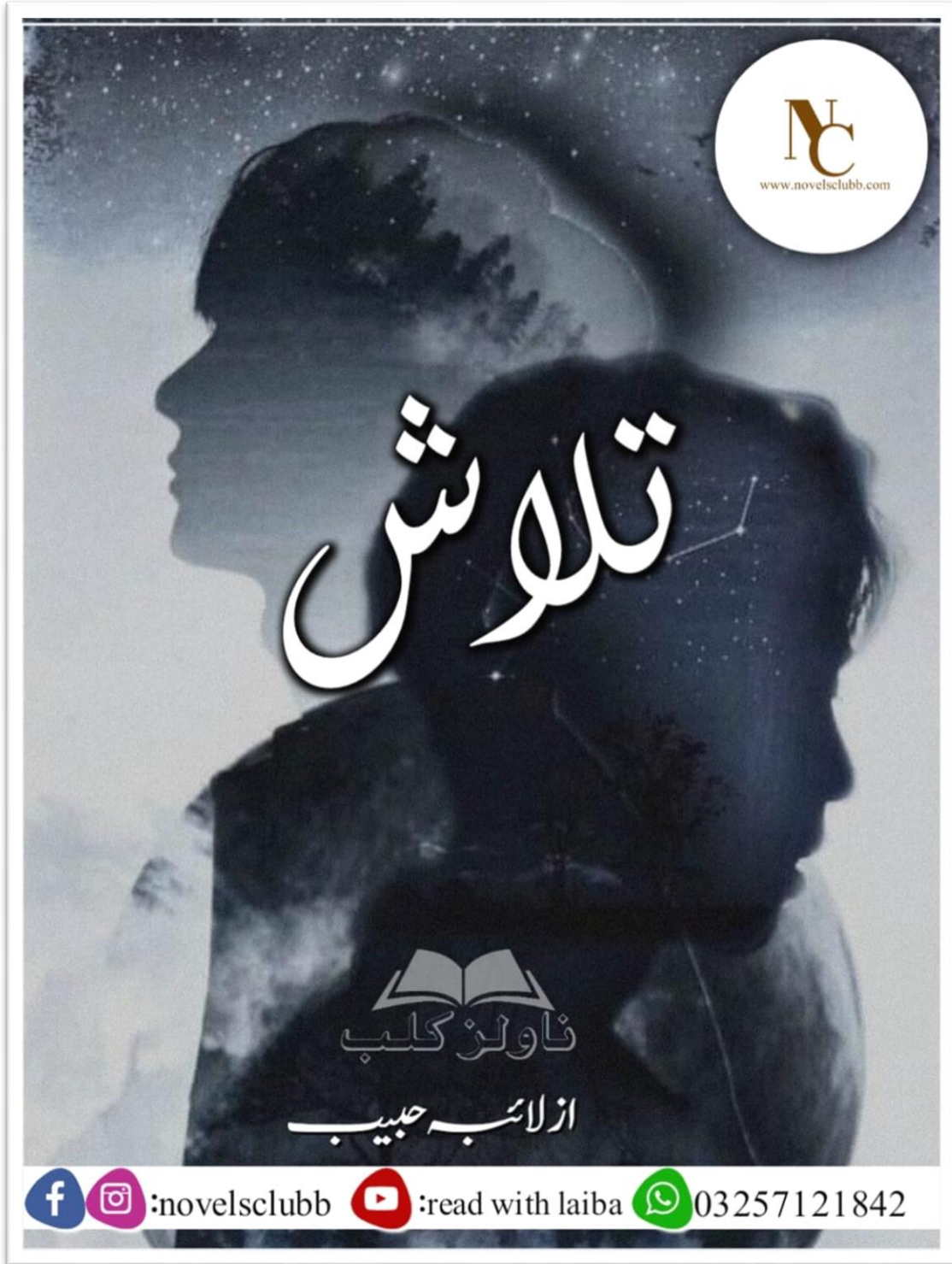


تلاش از قلم لائبہ حبیب



novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تلاش از قلم لائبہ حبیب

Poetry

Novelette

Afsana

Column

Novel

NOVELSCLUBB

It's clubb of quality content!

Owner : Laiba Syed

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
• ورڈ فائل
• ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای۔میل پر میل کریں۔

novelsclubb@gmail.com

ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:



NOVELSCLUBB



NOVELSCLUBB



03257121842

تلاش



www.novelsclubb.com

ناول تلاش

از قلم لائبہ حبیب

قسط نمبر 2

"غزل تم اندر جاؤ گی بھی یا پھر یہی کھڑی ریستورینٹ کو گھورتی رہو گی۔" ظہیر اسے ایک ہی پوزیشن میں کھڑا دیکھ کر بولا۔

میں جا رہی ہوں تم مجھے لینے آجانا۔" اس نے قدم آگے بڑھائے۔

"میں تمہیں لینے نہیں آوں گا تم خود آجانا۔" ظہیر نے سنجیدگی سے کہا۔

غزل نے چہرہ موڑ کر اسے گھورا۔ "تم مجھے لینے آو گے۔" جتا کر کہا گیا۔

"چلو شبنم۔" ظہیر نے اس کی گھوری کو نظر انداز کر کے شبنم کو چلنے کا کہا۔

ظہیر شبنم کو لیکر چلا گیا۔ غزل اندر آئی تو ایک لمحے کیلئے اس کا سر چکرا کر رہ گیا۔ چہرے پر گھبراہٹ کہ تاثرات نمودار ہوئے کیوں کہ اندر ہر چیز زرد اور نارنجی رنگ سے بنائی گئی ہے۔ وہاں رکھی ٹیبل اور کرسیاں بھی زرد اور نارنجی رنگ سے بنائی گئی ہیں۔ سامنے ہی بڑا سا بال بنا ہوا ہے۔ اور ہر دیوار کہ ساتھ شیشے کی کھڑکی بنائی گئی ہے۔ وہاں کی ہر چیز زرد اور نارنجی رنگ سے بنائی گئی ہے۔ سوائے شیشے کی کھڑکیوں کہ ہال کہ بچوں بیچ سیرٹھیاں بنائی گئی ہے۔ اور اس کہ دائیں جانب لفٹ بنائی گئی ہے۔ یعنی جس کی مرضی سیرٹھیوں سے اوپر جائے یا پھر لفٹ سے سیرٹھیوں کی بائیں جانب باورچی خانہ بنایا گیا ہے۔

اس نے وہاں ادھر ادھر گھومتے پھرتے ویٹرز میں سے ایک لڑکی کو روک کر ٹوٹی پھوٹی آزر بائجانی میں اپنا تعارف کروایا پھر یہ پوچھا کہ وہ کہا جائے لڑکی نے سھیرٹوں کہ بائیں جانب باورچی خانے کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں چلی جائے۔ وہ باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔ باورچی خانہ کافی زیادہ بڑا بنایا گیا ہے۔ اس نے وہاں تیس پینتیس سال کی خاتون سے اپنا تعارف کروایا۔ خاتون نے غور سے اس کہ گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھا پھر سارا کام سمجھایا کہ کیا کرنا

ہے۔ کیسے کرنا ہے۔ خاتون جس کا نام عائشہ ہے۔ اس نے اسے کاپی اور پینسل پکڑائی اور تیسری منزل پر آنے والے لوگوں سے اوڈر لینے کا کہا۔

اسے حیرت کا جھٹکا لگا مطلب کاپی اور پینسل بھی زرد اور نارنجی رنگ کی ہے۔ سب سے بڑا جھٹکا اسے تب لگا جب اس نے وہاں پر استعمال ہونے والے برتن بھی زرد اور نارنجی رنگ کے دیکھے

یہ سب دیکھ کر اس نے سوچ لیا کہ اس ریستورینٹ کے مالک سے ضرور پوچھے گی کہ ایسی کیا مجبوری تھی۔ کہ باقی سارے رنگوں کو چھوڑ کر اس نے ان دو رنگوں کو اہمیت دی وہ بھی ہر چیز کو ان دو رنگوں سے رنگ دیا۔ وہاں کہ لوگوں سے اسے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس ریستورینٹ کا مالک ہفتے میں ایک مرتبہ یا پھر مہینے میں ایک مرتبہ ریستورینٹ کا چکر ضرور لگاتا ہے۔ اس کا پہلا دن تیسری منزل کہ چکر لگاتے لگاتے گزرا۔

ریستورینٹ چھ منزلہ عمارت پر بنا ہوا ہے۔ چھ منزل میں بڑا سا صحن بنایا گیا ہے۔ جہاں کبھی ریستورینٹ کا مالک پارٹی وغیرہ کرتا رہتا ہے۔ آخر میں اسے ڈبے بھر کر کھانا دیا گیا۔ یہ کہہ کر کہ

تلاش از قلم لائبہ حبیب

اس ریستورینٹ کا اصول ہے۔ کہ جو بھی ویٹر یہاں کام کرنے آتا ہے۔ اسے پہلے دن یہاں پکنے والا کھانا دیا جاتا ہے۔ اور آخری دن بھی دیا جاتا ہے۔ یعنی جو نوکری چھوڑ کر جاتا ہے۔ اسے بھی آخری دن کھانا دیا جاتا ہے۔

بارہ بج گئے تو وہ ظہیر کا انتظار کرنے لگی حتیٰ کہ اسے ظہیر بتا کر گیا کہ وہ اسے لینے نہیں آئے گا آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کہ بعد وہ آخر کار خود ہی فلیٹ آگئی لاؤنچ میں اسے شبنم بیٹھی دیکھائی دی البتہ ظہیر کہی بھی نظر نہیں آیا۔

ظہیر کہاں ہے۔؟؟ شبنم کو کھانا پکڑا کر وہ خود صوفے پر بیٹھ گئی۔

ظہیر تو کب کا سو گیا ہے۔ یہ تم نے اتنا کھانا کہاں سے لایا ہے۔ "شبنم کھانا برتنوں میں نکالتے ہوئے بولی۔

"یہ مجھے ریستورینٹ سے ملا ہے۔ میں سونے جا رہی ہوں۔" بنا شبنم کی کوئی بات سننے وہ کمرے میں چلی گئی۔



آج اتوار ہونے کے باوجود وہ جلدی اٹھ گئی۔ یہ سوچ کر کہ پیر سے یونیورسٹی کہ لیئے اسے جلدی ہی اٹھنا ہے۔ البتہ شبنم اور ظہیر نہیں اٹھے ہیں۔ وہ لاؤنچ میں صوفے پر بیٹھی چائے پی رہی ہے۔ کہ اچانک سامنے رکھی شیشے کی ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بجاکل ہی اس نے ظہیر کی لائی ہوئی سم موبائل میں ڈال کر پاکستانی سم نکال دی تھی۔ نمبر اسی ملک کا تھا۔

ہیلو کون؟

"میں وہی ہوں جس کی وجہ سے تم آزر بائیجان آئی ہو۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بولا گیا۔

اک لمحہ لگا غزل کا چہرہ پسینے سے شرابور ہو گیا۔

"م۔۔۔ می۔۔۔ میں تم۔۔۔ تمہاری ک۔۔۔ کہنے پر نہیں آئی۔" وہ گھبراہٹ سے اٹکی ہوئی آواز

میں بولی۔

مجھے فون مت کرنا آئندہ۔" کہہ کر بنا اس کی کوئی بات سنے غزل نے فون کاٹ دیا۔ وہ تو بھول

ہی گئی تھی کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ کال آنے لگی اس نے موبائل

سائلینٹ پر لگا دیا ومنت فون بختار ہا پھر بند ہو گیا بند ہونے کے فوراً بعد ہی میسج آیا۔

"یہاں تمہارے فلیٹ کے سامنے ایک کیفے ہے۔ اس میں انتظار کر رہا ہوں میں جلدی اور کام کی بات کرنی ہے۔" میسج پڑھ کر اس کی ٹانگوں سے جان نکل گئی۔ کوئی آدھا گھنٹہ گزرا وہ اسی پوزیشن میں صوفے پر بیٹھی رہی اس نے رونے کا شغل شروع کر دیا کہ پھر اسے اسی نمبر سے میسج موصول ہوا۔

"میں تمہیں کھا نہیں جاؤں گا آ جاؤ مجھے کام کی بات کرنی ہے۔ ورنہ میں تمہارے فلیٹ کا ایڈریس جانتا ہوں۔" میسج پڑھتے ہی موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے فرش پر گر گیا تھوڑی دیر وہ وہی بیٹھی روتی رہی کچھ سوچ کر وہ اٹھی نیچے گرا ہوا موبائل اٹھایا ظہیر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ سوچ کر پھر وہ وہی دروازے کے سامنے رک گئی۔

www.novelsclubb.com

"غزل یہ تمہاری جنگ ہے۔ اس میں کسی اور کو مت گھسیٹو۔" ضمیر نے ملامت کی کچھ دیر وہی کھڑی رہی پھر اپنے کمرے میں آئی، شبنم دنیا جہاں سے بے خبر سو رہی ہے۔ وہ واشروم میں گئی منہ پر پانی کہ چھینٹے ڈالے باہر نکل آئی۔ گہری سانس لیکر اس نے فلیٹ کی چابی اٹھائی پھر باہر آگئی باہر آتے ہی اس کی ٹانگیں کپکپانا شروع ہو گئیں۔ اس نے اسی نمبر پر کیفے کا ایڈریس بھیجنے کو

کہا گلے منٹ ہی ایڈریس موبائل پر موصول ہو گیا۔ تھوڑی بہت مشقت کے بعد آخر کار وہ کیفے پہنچ گئی۔ یہ کیفے ان کی کالونی سے پانچ منٹ کی دوری پر ہے۔ کیفے میں اس وقت صرف تین چار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسے سمجھ نہیں آئی کہ ان تین چار لوگوں میں سے وہ کون سا ہو گا تھوڑی دیر اسی کشمش میں کھڑی رہی پھر اسے کال ملائی اس خاموش کیفے میں ایک کونے میں بیٹھے ہوئے شخص کا موبائل بجائے غزل نے جلدی کال کاٹ دی۔ پھر اس کونے کی طرف بڑھ گئی۔

کرسی کھینچ کر بیٹھی چہرہ جھکا لیا ٹانگیں ابھی تک کپکپا رہی ہے۔ کچھ دیر کی خاموشی کہ بعد اس نے چہرہ اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا سفید رنگ کہ تھری پیس سوٹ میں ٹائی لگائے سیاہ آنکھیں اس کہ چہرے پر گاڑے ہوئے وہ بالکل سنجیدہ لگ رہا ہے۔

"ویسے بغیر متوجہ کر کے پہچاننے کا ہنر کوئی تم سے سیکھے۔" تھوڑی دیر بعد وہ اسی سنجیدگی سے

بولاً۔

"اور خواجواہ فضول بولنے کا ہنر کوئی تم سے سیکھے۔" غصے خوف اور بیزاری سے کہے جانے والے اس جملے کہ اختتام پر اس نے زبان کو دانتوں تلے دبایا اپنی کہی ہوئی بات کا احساس ہوا۔ اب پتہ نہیں کیا کہے گا یہ شخص وہ صرف سوچ ہی سکی۔

سامنے بیٹھا شخص اگلے منٹ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا کینے میں آنے والے اور جو پہلے سے ہی بیٹھے ہیں۔ ان سب نے مڑ کر اس شخص کو دیکھا جو اب ہنستے ہوئے اپنی آنکھوں سے نکلنے والے پانی کو صاف کر رہا ہے۔ غزل نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"واؤ مطلب تم حاضر جواب ہو دلچسپ۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا اس کی ہنسی کو بریک لگ گئی اب وہ صرف مسکرا رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

"میرا نام فرحان اختر ہے۔ میرا تعلق بھی پاکستان سے ہی ہے۔ تمہیں تمہاری بہن کا بریسلیٹ مل جائے گا۔ مگر تمہیں میرے کچھ کام کرنے ہونگے وہ بھی صرف اتوار کی اتوار باقی سارا ہفتہ میں تمہیں تنگ نہیں کروں گا۔"

کون سے کام؟؟؟ غزل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

فرحان نے غور سے اس کی سیاہ آنکھوں کو دیکھا جو سرخ ہو گئیں ہیں۔ آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی باقی رہ گئی ہے۔ یقیناً وہ روتی رہی ہے۔ اس نے اپنی طرف سے سہی اندازہ لگایا۔

"بہت سے کام ہیں اگلے اتوار کو تمہیں باکو کی پولیس اسٹیشن جانا ہے۔ وہاں تمہیں ایک کمرے میں جانا ہو گا اور وہاں سے سیاہ رنگ کی ایک فائل ہے۔ اسے لانا ہے۔ کمرہ کونسا ہے یہ میرے بندے تمہیں بتا دے گے۔"

"تم پاگل ہو میں کیسے خوا مخواہ میں پولیس اسٹیشن چلی جاؤ کوئی وجہ تو ہو۔" غزل حیرت اور غصے کی ملی جلی کیفیت سے بولی۔

"یہ میرا مسلہ نہیں ہے۔ تمہارا مسلہ ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اتوار کی شام پانچ بجے تمہیں وہاں جانا ہے۔ اور چھ بجے تک تمہیں وہاں سے واپس آ جانا چاہیے سیاہ فائل کہ ساتھ۔" وہ حکم سنا کر چلا گیا۔

غزل وہی بیٹھی رہ گئی۔ غصے سے لال پیلی ہوتی وہ بھی اٹھ کر کیفے سے باہر نکل آئی۔



دوپہر کہ گیارہ بج رہے ہیں۔ سرمئی رنگ کہ اس محل میں وہ دونوں لان میں رکھی کر سیوں پر بیٹھے شبکی کہ ساتھ ہونے والے مقابلے کہ بارے میں بات کر رہے ہیں۔ کچھ دیر اسی ٹوپک پر بات کرنے کہ بعد کیم نے ریسٹورینٹ میں آنے والی نئی لڑکی کہ بارے میں بتانا شروع کیا۔

این ایم تمہارے ریسٹورینٹ میں ایک نئی لڑکی آئی ہے۔ "کیم نے اس کا موڈ خراب کرنا بہتر سمجھا۔"

"انف پھر سے لڑکی۔" این ایم نے بے چینی اور بیزاری سے ماتھا چھوا۔

www.novelsclubb.com

"اس کو جو ب کی ضرورت تھی۔ اس لیئے میں نے اسے کام دے دیا اب اس میں پریشان ہونے والی کونسی بات ہے۔" کیم اس سے زیادہ بیزاری سے بولا۔ وہ اس کہ ریسٹورینٹ میں اس کا مینیجر ہے۔

"ٹھیک ہے آئندہ خیال رکھو کہ کوئی لڑکی میرے ریسٹورینٹ میں کام نہ کرے۔"

این ایم تمہارے ریٹورینٹ میں سب سے زیادہ لڑکیاں ہی کام کرتی ہے۔ لڑکوں کی تعداد بہت زیادہ کم ہے اور فکر مت کرو وہ لڑکی تمہارے امی ابو کو تمہاری شادی کیلئے بالکل بھی پسند نہیں آئے گی۔ "کیم نے تسلی بخش انداز میں کہا۔

"اچھی بات ہے ورنہ امی ابو کو آزر باعجان کہ سڑکوں پر گھومنے والی ہر لڑکی میرے لیے پسند آجاتی ہے۔" وہ کچھ بیزاری اور خفگی سے بولا

"تم کل یا پرسوں تک ریٹورینٹ آجانا اس سے ملنے وہ مجھے تھوڑی لاپرواہی لگی۔" کیم کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا این ایم نے اس کی بات پر صرف سر ہلادیا۔ کیم کہ جانے کہ بعد وہ اندر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

یونیورسٹی میں اس کا پہلا دن اچھا گزرا وہاں اسے اپنی کلاس میں دو پاکستانی لڑکیاں بھی ملی وہ زولوجی میں بی ایس سی کر رہی ہے۔ یونیورسٹی سے آنے کے بعد وہ سو گئی۔ ساڑھے پانچ بجے اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں شبنم نہیں ہے۔ یقیناً وہ باہر ہوگی ہاتھ منہ دھونے کے بعد وہ باہر آئی تو

وہاں ظہیر اور شبنم فرقان صاحب سے ویڈیو کال پر بات کر رہے ہیں۔ وہ خاموشی سے اوپن کچن میں آئی اپنے لیئے چائے بنائی پھر ان دونوں کے ساتھ لاؤنچ میں بیٹھ گئی تھوڑی دیر بعد فرقان صاحب نے کال کاٹ دی۔

"اگر تم تھوڑی دیر پہلے اٹھ کر آتی تو تم بھی انکل سے بات کر پاتی۔" شبنم کال کے کٹ جانے کے فوراً بعد بولی۔ ظہیر نے بے اختیار پیشانی مسلی پھر غزل کو دیکھا جو سر جھکائے چائے کہ کپ کو گھور رہی ہے۔

"میں تو حیران ہوئی انہوں نے تمہارا پوچھا ہی نہیں۔" اب کہ غزل نے چہرہ اٹھا کر شبنم کو دیکھا اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں۔

www.novelsclubb.com

"پھر میں نے خود انکل کو بتایا کہ غزل سو رہی ہے۔ میں حیران ہوئی انکل نے اس بات پر کوئیرد عمل ظاہر نہیں کیا البتہ کال کاٹ دی ک۔ یا وہ تم سے ناراض ہیں۔؟؟"

"شبنم آج تمہارا دن کیسا گزرا یونیورسٹی میں ظہیر نے بامشکل اپنے غصے پر قابو پا کر بات بدلی۔

"میرادن۔۔۔" وہ اک لمحے کور کی ٹھوڑی کے نیچے انگلی رکھ کر تھوڑی دیر سوچتی رہی۔

"میرادن سہی گزرا کچھ خاص نہیں تمہارا دن کیسا گزرا غزل۔" اب وہ دوبارہ غزل سے متوجہ ہوئی۔

"اچھا گزرا۔" غزل نے چہرہ موڑ کر لاؤنچ کی کھلی ہوئی کھڑکی کو دیکھا جہاں سے دوسرے فلیٹ کی بالکونی نظر آرہی ہے۔ ان کہ فلیٹ میں بالکونی صرف ظہیر کہ کمرے میں بنی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ان دونوں کہ ساتھ باتیں کرنے کہ بعد وہ کمرے میں آگئی کچھ سوچ کر اس نے اصغر صاحب کا نمبر ملایا رنگ جا رہی ہے۔ مگر اصغر صاحب نے کال نہیں اٹھائی تین چار بار کال کرنے کہ بعد پانچویں بار کال اٹھالی گئی۔

www.novelsclubb.com

"اسلام علیکم ابو کیسے ہیں آپ۔" ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"غزل میں اس وقت ہسپتال میں مصروف ہوں اس وقت کال کیوں کر رہی ہو۔؟؟ وہ تھوڑی جھنجھلاہٹ اور بیزاری سے بولے۔

"مجھے آپ کی یاد آرہی تھی تو سوچا کال کر لوں" وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی۔ آنکھوں کی نمی گہری ہو گئی۔

"میں اس وقت مصروف ہوں بار بار کال مت کرو غزل۔" بیزاری سے کہہ کر وہ کال کاٹنے لگے۔

"ابا کال مت کاٹیے گا۔" غزل بیچ میں بول پڑی۔

"شبہنم والوں سے بات کی تب آپ مصروف نہیں تھے۔ تھوڑی دیر مجھ سے بات کر لے ابا میں آپ کو بہت یاد کر رہی ہوں۔" وہ شکایت نہیں کرنا چاہتی تھی مگر پھر بھی کر بیٹھی تھوڑی دیر فون کہ دونوں طرف خاموشی رہی پھر اصغر صاحب نے کال کاٹ دی۔ پلکوں پر ٹھہرے ہوئے آنسو اب گالوں پر بہ رہے ہیں۔ وہ موبائل کی تاریک اسکرین کو دیکھتی رہ گئی حتیٰ کہ اس کا چہرہ اس سے زیادہ تاریک پڑ گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

اس وقت وہ اپنی یونیورسٹی کہ چمن میں گھاس پر بیٹھی ہوئی ہے۔ چہرہ جھکائے گود میں رکھی ہوئی کتاب کو گھورے جا رہی ہے۔ کہ اچانک کوئی اس کہ سامنے آکر بیٹھ گیا۔

غزل نے چہرہ اٹھا کر دیکھا ظہیر اسے مسکرا کر دیکھ رہا ہے۔

کیا ہوا خواہ مخواہ میں کیوں مسکرا رہے ہو۔ "غزل نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"کیونکہ مسکرانے سے خون کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔" ظہیر نے کندھے اچکا کر اس کی

معلومات میں اضافہ کیا۔ پتہ نہیں یہ اس کی معلومات میں کس نے ڈالا ہے۔

غزل نے خاموشی سے دوبارہ چہرہ جھکا لیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ تمہیں شبنم کو بتادینا چاہئے۔" کچھ دیر کی خاموشی کہ بعد ظہیر سنجیدگی سے

بولی۔

"کیا بتادوں" غزل نے اسی سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم بہتر جانتی ہو کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔"

"تم بھی بہتر جانتے ہو کہ میں یہ نہیں کر سکتی تمہیں اپنی بہن کا نہیں پتہ کیا پورے پاکستان کو بتا دے گی بلکہ پورے آزر بائجان کو اور اوپر سے اس کہ سوالات اچھے خاصے انسان کا پارہ ہائی کر دیتے ہیں۔" وہ بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی۔

ظہیر کچھ دیر اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر اسی خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔

غزل نے دوبارہ چہرہ جھکا لیا اب اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کہ ساتھ ساتھ شرمندگی کہ تاثرات بھی نمودار ہوئے اسے اب احساس ہوا کہ وہ جو بول بیٹھی وہ غلط تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆

مغرب کا وقت ہو چکا ہے۔ نماز پڑھ کر اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھا کوئی اردو ناول پڑھ رہا ہے۔ کہ اچانک سائڈ ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل بجا ظہیر کا لنگ کتاب بند کر کے اس نے کال اٹینڈ کی "ہیلو السلام و علیکم کیسے ہو ظہیر؟؟ اس کی ہشاش بشاش آواز کمرے میں گونجی۔"

میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسے ہو اور باقی گھر والے کیسے ہیں۔ "ظہیر کی آواز اس سے زیادہ ہشاش
بشاش تھی۔

"سب ٹھیک ہیں۔ تم بتاؤ شبنم اور غزل کیسی ہیں۔؟؟"

"شبنم تو ٹھیک ہے۔ البتہ غزل اصغر صاحب کی وجہ سے پریشان ہے۔" ظہیر پریشانی سے بولا۔
کیوں کیا ہوا؟؟ عباس کی پریشانی پر بل نمودار ہوئے۔

پھر ظہیر نے ساری کی ساری بات اسے بتادی۔

"میں اسے سمجھاؤ گا وہ تم سے معذرت کر لے گی۔" عباس شرمندگی سے بولا۔

"عباس میں نے یہ سب تمہیں اس لیے نہیں بتایا کہ تم شرمندہ ہو میں نے صرف اسی لیے بتایا
ہے کہ وہ پریشان نہ ہو، اگر انکل اس سے بات نہیں کر رہے تو پلیز تم انکل کو سمجھاؤ تو تھوڑا سا ہی
سہی مگر بات تو کرے تم جانتے ہو وہ کتنی اٹیچ ہے انکل سے۔ اب انکل اس سے بات نہیں
کر رہے تو وہ خوا مخواہ میں پریشان ہو گی ہے۔"

"ٹھیک ہے میں اسے سمجھاؤ گا اور پلیز تم شبنم کو بھی سمجھاؤ وہ اس سے اس قسم کہ سوالات مت کیا کرے۔" عباس نے جیسے منت کی ہو۔

"ٹھیک ہے۔ میں شبنم کو سمجھاؤ گا فکر مت کرو تم۔" ظہیر نے تسلی بخش انداز میں کہا۔

تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد ظہیر نے فون رکھ دیا وہ اس وقت لاؤنچ میں بیٹھا ہوا ہے۔ سامنے کمرے سے ہی غزل نکلتے ہوئے نظر آئی۔

"سوری ظہیر آج جو میں نے تمہارے ساتھ یونیورسٹی میں کیا مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

وہ بھی اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے شرمندگی سے بولی۔

"نہیں کوئی بات نہیں تم پریشان تھی۔ اس وقت اب جاؤریسٹورینٹ کا وقت ہو رہا ہے۔"

شکریہ کہہ کر وہ باہر نکل آئی ابھی بھی اسے اکیلے باہر آنے سے ڈر لگتا ہے مگر اب اسے عادت

ہو گئی ہے، ڈرتی ڈرتی ہوئی وہ ریسٹورینٹ جاتی ہے۔ اور اسی ڈر کہ ساتھ واپس آ جاتی ہے۔

☆☆☆☆

رات کہ بارہ بجے وہ فلیٹ میں داخل ہوئی تو سامنے ہی شبنم لاؤنچ میں صوفے پر بیٹھی پڑھ رہی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر غزل کا حلق تک کڑوا ہو گیا مطلب اسے بھی کتابیں اٹھا کر ان کی شکل دیکھنی ہے۔ شبنم کو سلام کر کے وہ کمرے میں آئی کپڑے بدل کر وہ دوبارہ باہر آگئی کھانا کھانے کے بعد تین بجے کا الارم لگا کر وہ سو گئی۔ تقریباً تین بجے ہی الارام بجنے پر اس کی آنکھ کھلی وہ ہاتھ منہ دھو کر کتابیں وغیرہ اٹھا کر باہر لاؤنچ میں آگئی ساڑھے چار بجے تک پڑھنے کے بعد اس کی ہمت جواب دے گئی دوبارہ وہ کمرے میں آکر سو گئی کیوں کہ اس کی کلاس صبح کے نو بجے سے لیکر دوپہر کے دو بجے تک ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ تسلی کر کے دوبارہ سو گئی۔



www.novelsclubb.com

کراچی پاکستان

دوپہر کے گیارہ بج رہے ہیں۔ وہ دونوں آج اسکول نہیں گئیں باورچی خانے میں کھڑی وہ دونوں اپنے لیے ناشتہ بنا رہی ہے۔

"ارباب تمہیں آپ کی یاد آتی ہے۔؟؟" ارباب نے چائے کپ میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"ہمم۔۔۔" رباب کٹوری میں انڈہ پھینٹے ہوئے بولی۔

"کیا ہم سہی سے بتاؤ۔" چائے کہ کپ ٹرے میں رکھتے ہوئے اس نے رباب کو ٹوکا۔

"کہہ تو رہی ہوں کہ ہاں یاد آتی ہے۔" رباب انڈے کو فرائی پین میں ڈالتے ہوئے بولی۔

"مطلب کیسے یاد آتی ہے۔ وہ تو ہمیں چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ اور انہیں گئے ہوئے تیسرا دن ہو گیا

ہے ایک فون تک نہیں کیا انہوں نے یہ پوچھنے کیلئے کہ ہم کیسی ہیں۔" رباب فرج سے جیم کی ڈبی نکالتے ہوئے خفگی سے بولی۔

"آزر باعجان پہنچنے کہ اگلے دن ہی انہوں نے مجھے فون کیا تھا۔ اور روزرات ایک بجے مجھ سے

بات کرتی ہے۔ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ انہوں نے فون نہیں کیا وہ تو روز عباس امی دادی مجھ

سے سب سے بات کرتی ہے۔" رباب اپنی ہی ٹون میں بولے جا رہی ہے۔ بولتے بولتے وہ

انڈے کی پلیٹ لیکر باورچی خانے سے باہر نکل گئی۔ رباب کچھ دیر بے یقینی اور صدمے کی

کیفیت سے وہی کھڑی رہی پھر چائے کی ٹرے اٹھا کر باورچی خانے سے باہر آگئی گرمی اپنے عروج پر ہے۔

گرمی سے بچ کر وہ جلدی سے کمرے میں آگئی جہاں رباب بیڈ پر بیٹھی ٹی وی چلائے ناشتہ کر رہی ہے۔ وہ نم آنکھوں کے ساتھ چائے کی ٹرے رباب کے سامنے پھینکنے کے انداز میں رکھتے ہوئے خود بھی وہی بیٹھ گئی۔ رباب نے چونک کر اسے دیکھا۔

کیا ہوا رباب۔ "وہ حیران ہوئی اس کے بدلے ہوئے موڈ کو دیکھ کر رباب نے بنا کوئی جواب دیئے چہرہ جھکا کر ناشتہ کرنے لگی رباب بھی کندھے اچکا کر ناشتہ کرنے لگی۔

"آپی ابو سے بھی بات نہیں کرتی کیا؟؟ تھوڑی دیر بعد اس نے چہرہ اٹھا کر رباب سے پوچھا۔

رباب نے دوبارہ چونک کر ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا جس کی آنکھیں سرخ اور نم ہو گئیں ہیں۔ اسے باورچی خانے میں کی گئی بات کا احساس ہوا بے اختیار اس نے ماتھا مسلا۔ اسے رباب کو یہ بات نہیں بتانی چاہیے تھی۔

"ابو سے وہ بات کرنا چاہتی ہے۔ مگر ابو نہیں کرنا چاہتے۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد رباب نے جواب دیا۔ ان دونوں کے پیچھے لگی ٹی وی کی آواز پورے کمرے میں گونج رہی ہے۔ رباب نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی بند کر دی کچھ دیر خاموشی کے بعد اس نے دوبارہ رباب کو دیکھا جس نے دوبارہ چہرہ جھکا لیا ہے۔

"تم آپنی سے بات کیا کرو رات ایک بجے میں ان سے بات کرتی ہوں تم آج رات جاگنا تم بھی بات کرنا ٹھیک ہے۔؟؟"

وہ میرے بارے میں پوچھتی ہے۔؟؟ ار رباب نے دوبارہ چہرہ اٹھا کر رباب کو دیکھا اس کی آنکھوں میں انوکھی امید ہے۔

رباب اس کے سوال پر گھبرا گئی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا اب کہ اس نے چہرہ جھکا لیا۔ "مطلب نہیں پوچھتی میں انہیں یاد ہی نہیں۔" ار رباب کی نم آنکھیں اب بہنے لگ گئیں۔ چائے کا کپ اٹھا کر وہ خود بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارباب تم غلط سمجھ رہی ہو آپی تمہیں نہیں بھولی۔" رباب اسے اٹھتا دیکھ کر گھبراہٹ اور پریشانی سے بولی۔

ارباب بنا کچھ کہے کمرے سے نکل گئی۔

"اففف میں بہت زیادہ بے وقوف ہوں۔" پیچھے سے رباب پریشانی سے اپنے آپ کو کوستی رہ گئی۔

رات کہ گیارہ بج رہے ہیں۔ عباس نیچے آیا تو رباب کو چار پائی پر سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر اس کی طرف آگیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟؟؟ اس کہ ساتھ ہی وہ چار پائی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی بیٹھی ہوں۔ وہ ہلکی آواز میں بولی۔

کوئی پریشانی ہے کیا؟؟؟ عباس نے اسے خاموش دیکھ کر دوبارہ پوچھا۔

"آپی جب سے گئی ہے۔ انہوں نے مجھ سے بات نہیں کی رباب بتا رہی تھی کہ وہ آپ سب لوگوں سے بات کرتی ہے مگر میرے اور ابو کہ علاؤہ۔" اس کا سر ہنوز جھکا ہوا ہے۔
"تو تمہیں یہ شکایت ہے کہ وہ تم سے بات کیوں نہیں کرتی؟؟" عباس نے گہری سانس لے کر پوچھا۔

ارباب نے جھکا ہوا سے اثبات میں ہلا دیا۔

"مجھے یہ بتاؤ تم اس سے ناراض ہوئی تھی یا وہ۔" عباس نے سنجیدگی سے پوچھا۔
انہوں نے مجھے ڈانٹا تھا۔ وہ منمنائی۔

"ڈانٹنے کی وجہ بھی تھی کوئی ارباب بلا وجہ وہ تمہیں کیوں ڈانٹے گی۔؟"

"انہوں نے مجھے بلا وجہ ہی ڈانٹا تھا۔" اب کہ اس نے سراٹھا کر عباس کو دیکھ کر کہا۔

تلاش از قلم لائبہ حبیب

"کسی کو گھر سے بھاگنے کہ طعنے دے کر تم کہہ رہی ہو کہ اس نے تمہیں بلا وجہ ڈانٹا تھا۔ ارباب تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ غزل کی غلطی تھی تمہیں چاہئے کہ تم اس سے بات کرو معافی مانگو اور تم ہو کہ یہاں شکوے لے کر بیٹھ گئی ہو ایسا ہوتا ہے کیا؟؟"

"بھائی تو میں نے کون سا غلط کہا تھا انہوں نے ابو کو گھر سے بھاگ کر جانے کی دھمکی دی تھی۔"

ارباب بنا کسی جھجک کہ بولی۔

عباس بنا کچھ کہے اٹھ کر وہاں سے اوپر چلا گیا۔

اس کی خاموشی نے ارباب کی بات کو سہی ثابت کر دیا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆

کراچی پاکستان

شام کہ پانچ بج رہے ہیں۔ دھوپ کراچی کو الوداع کہہ کر جانے کی تیاری میں لگی ہوئی ہے۔ وہ سب ہمیشہ کی طرح باہر چار پائیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ارباب اور رباب اپنے سامنے کاپیاں کھولے ہوم ورک کرنے میں مصروف ہیں۔ دادی قرآن مجید کی تلاوت کر رہی ہے۔ زرین باورچی خانے میں کھڑی چائے کی تیاری کر رہی ہے۔ عباس درخت کہ نیچے رکھی کرسی پر بیٹھا ناول پڑ رہا ہے۔

"بھائی یہ میتھ کا سوال سمجھ نہیں آرہا پلیز سمجھا دے۔" رباب نے اچانک کاپی سے سر اٹھا کر کرسی پر بیٹھے عباس سے کہا۔

"جی بھائی سمجھا دے اب یہ مت کہیے گا کہ میں اکیڈمیڈیز نہیں۔" ارباب عباس کہ خفتا اثرات دیکھ کر جلدی سے بولی۔ "پلیز بھائی۔" ارباب اسے منہ کھولتے ہوئے دیکھ کر جلدی سے بولی۔

عباس ناچاہتے ہوئے بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کہ پاس چار پائی پر آکر بیٹھ گیا۔ وہ میتھ میں ماشا اللہ اچھا اسٹوڈنٹ رہا ہے۔

عباس ان دونوں کو سوال سمجھا کر وہی بیٹھا رہا تھوڑی دیر بعد رباب نے کاپی اس کی طرف بڑھا دی۔

عباس کچھ دیر کاپی پر حل کیے گئے سوال کو دیکھتا رہا پھر سہی کا نشان لگا کر کاپی رباب کی طرف بڑھا دی۔ رباب اس کا شکریہ ادا کر کے اپنے سامان سمیٹ کر کمرے میں چلی گئی۔ پیچھے سے رباب چہرے پر نا سمجھی اور الجھن لیے سوال کو گھورتی رہی۔

"بھائی حل نہیں ہو رہا"۔ رباب کاپی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے رونے والی شکل بنا کر بولی۔ عباس نے اس سے کاپی لے لی کچھ دیر سوال کو گھورتے رہنے کے بعد عباس نے سوال میں کی گئی غلطی اسے دیکھائی رباب نے پھر سے سوال حل کرنا شروع کیا۔ ٹھوڑی دیر گزری رباب نے دوبارہ رونے والے شکل بنا کر عباس کو دیکھا۔ "بھائی سہی جواب نہیں آ رہا میں کیا کروں کل کو ٹیسٹ ہے۔"

عباس نے غصے پر قابو پا کر اس سے کاپی لی کچھ دیر سوال میں موجود غلطیوں کو دیکھتا رہا۔ پھر سر اٹھا کر رباب کو گھورا۔

"اب میری بات غور سے سنو۔ دیکھو تم نے یہاں جمع کا نشان لگایا ہے۔ پر یہاں ضرب کا نشان لگانا ہے۔"

"میں نے لگایا ہے۔ پھر بھی جواب سہی سے نہیں آرہا۔" ارباب اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔
"تمہارا سوال یہاں غلط ہو رہا ہے۔ دیکھو تم نے یہاں مائنس کا نشان لگایا ہے۔ حتیٰ کہ یہاں تمہیں جمع کا نشان لگانا ہے۔" عباس پینسل سے سوال حل کرتے ہوئے اسے سمجھاتا جا رہا ہے۔
"بھائی پر آپ نے تو مجھے یہ نہیں بتایا۔ آپ نے صرف مجھے یہ بتایا کہ یہاں پر ضرب کا نشان لگانا ہے۔ آپ نے مجھے یہ تھوڑی بتایا کہ میں اس جگہ بھی غلط ہوں۔" ارباب نے سارا الزام اس پر ڈال دیا۔

"اگر میں نے تمہیں نہیں بتایا تو تم خود غور کر لیتی جب کوئی آپ کو آکر بتاتا ہے کہ تم یہاں پر غلط ہو تو تمہیں چاہئے کہ اپنے آپ کو صرف اس جگہ پر درست مت کرو بلکہ ادھر ادھر نظریں گھماؤ کہ کہی تم کسی اور جگہ پر غلط تو نہیں ہو۔" عباس سنجیدگی سے بولا۔

"اچھا سوری" ارباب سر جھکائے ہوئے بولی۔

"کوئی بات نہیں اب سوال حل کرو اور غور سے دیکھنا تم کہی اور جگہ پر غلط تو نہیں۔" عباس بول کر وہاں سے اٹھ کر اوپر چلا گیا۔

وہ پھر سے سوال حل کرنے لگی اور سوال کا سہی جواب آیا۔ کیوں کہ اس نے عباس کی سمجھائی گئی بات کو مد نظر رکھ کر سوال حل کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

نوج رہے ہیں۔ این ایم کار ایسٹورینٹ رات کہ اندھیرے میں ستاروں کی طرح چمک رہا ہے۔ وہ کچن میں کاؤنٹر کہ ساتھ ٹیک لگائے زرد اور رنگ کی سینسل انگلیوں میں گھماتے ہوئے کسی سوچ میں غرق ہے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی وہ اوڈر لیکر آئی تھی۔ اب تیار ہونے کی انتظار میں ہے۔ کچن میں معمول کی طرح رش لگا ہوا ہے۔ سارے ویٹر اوڈر لیکر آتے کھانا تیار ہو جاتا تو پھر کھانا لیکر چلے جاتے وہ بھی کھانا تیار ہونے کہ انتظار میں کھڑی ہے۔ وہ اسی طرح سوچ میں غرق کھڑی رہی لیکن اچانک پورے کچن میں ہل چل مچ گئی۔ جو ویٹر تھوڑی دیر پہلے سستی سے کام کر رہے

تھے۔ اب وہ تیز تیز ہاتھ چلانے لگے۔ کوئی ویٹر اس کہ قریب سے گزر کر اسے دھکا دے کر چلا گیا۔ غزل نے اس اچانک سے شروع ہونے والی ہل چل کو دیکھ کر حیران ہو گئی۔

"تم یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو۔؟؟" عائشہ باجی اس کہ سر پر آ کر کھڑی ہو گئی

"میں اوڈر تیار ہونے کہ انتظار میں ہوں۔"

"جب تک اوڈر تیار ہو جائے تم ایک کام کرو سر کو کھانا دیگر آؤ۔" عائشہ باجی اسے بول کر اب کسی اور کو کچھ اور سمجھانے لگی۔

کون سر باجی؟؟ غزل نے ان کہ پاس جا کر پوچھا۔

"کون سر؟ تم نہیں جانتی ریستورینٹ کا مالک آیا ہے۔" www.novelsclubb.com

اچھا۔۔ "غزل کو حیرت ہوئی وہ اچانک کہاں سے ٹپک پڑا۔

"غزل چوتھی منزل پر آئے لوگوں کا اوڈر تیار ہے۔" کک نے اسے آکر بتایا غزل نے نظریں ادھر ادھر گھما کر عائشہ باجی کو دیکھا جو کچن میں کھڑے سارے کک پر برس رہی ہے۔

غزل بنان سے کچھ کہے کھانے کی ٹرے پکڑے کچن سے باہر جانے لگی تب پیچھے سے عائشہ باجی نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا ٹرے اس کہ ہاتھوں سے گرتے گرتے پچی۔

"باجی کیا ہوا کھانا گرنے والا تھا۔"

"میں نے تم سے کیا کہا کہ سر کو کھانا دیکر آؤ تو کہاں جا رہی ہو۔؟؟ عائشہ باجی غصے سے بولی۔

"پر آپ نے کہا۔۔۔"

"میں نے جو کہا اسے چھوڑو اور اسے رکھو میں اسے کسی اور ویٹر کہ ساتھ بھجوادیتی ہوں تم سر

کیلئے کھانا لیکر جاؤ۔" ٹرے غزل کہ ہاتھوں سے پکڑ کر اس نے دوسرے ویٹر کو تھما دی۔

غزل کو دوسری ٹرے سجا کر دی اور بولا کہ سر تیسری منزل پر بیٹھے ہے انہیں دے کر آئے اور

کھانا پلیٹ میں ڈال کر دے پانی گلاس میں۔ ٹشو کا ڈبہ کھول کر رکھے وغیرہ وغیرہ اور یہ سب

کرنے کہ دوران وہ خاموش رہے، کوئی بات یا سوال سر سے نہ کرے غزل حیران پریشان ٹرے

لیکر کچن سے باہر آگئی اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو سارے ویٹر ایسے کام کر رہے ہیں

جیسے روبوٹ ہو وہ تیسری منزل پر پہنچی وہاں ایک ویٹر کو روک کر پوچھا کہ سر کون سی ٹیبل پر بیٹھے ہے۔ ویٹر نے اسے کونے میں رکھی میز کی طرف اشارہ کیا۔

غزل نے چہرہ موڑ کر کونے میں رکھی ٹیبل اور اس پر بیٹھے شخص کو دیکھا جو چہرہ ایک ہاتھ پر گرائے شیشے کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا ہے۔ غزل ٹیبل کے قریب پہنچ کر ٹرے ٹیبل پر رکھی پھر اس شخص کو دیکھا جس نے نیلے رنگ کا کوٹ کرسی کی پشت پر لٹکایا ہوا ہے سفید رنگ کی شرٹ اور نیلے رنگ کی پینٹ پینے وہ بیزاری اور اداسی سے باہر دیکھ رہا ہے۔ غزل نے ایک نظر باہر سڑک پر دوڑتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھا پھر اس عجیب شخص کو جس نے ابھی تک چہرہ موڑ کر اسے نہیں دیکھا خیر اسے کیا کندھے اچکا کر وہ کھانا میز پر لگانے لگی۔

www.novelsclubb.com
"میری امی کہتی ہے کہ اگر آپ اداس ہو تو اپنے دل کی بات کسی سے شہیر کرنا چاہیے۔" تھوڑی دیر بعد غزل بولی۔ حتیٰ کہ عائشہ باجی نے منع کیا تھا کہ اس سے کوئی بات نہیں کرنی۔

"تمہاری امی نے یہ نہیں بتایا کہ اگر کوئی شخص ہی نہ ہو اپنے دل کی بات بتانے کیلئے پھر کیا کیا جائے۔؟؟ اس نے بنا چہرہ موڑے اس سے پوچھا۔

"سردوست ہوتے ہیں ہر کسی کہ پاس۔" غزل گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے بولی۔

"اور اگر دوستوں کو بتانے کہ بعد بھی دل اداس رہے پھر کیا کرنا چاہیے۔" این ایم کا چہرہ ہنوز کھڑکی کی طرف ہے۔

"تو پھر صرف ایک ہستی ہی ہے جسے آپ اپنے دل کی بات بتا سکتے ہے۔" غزل نے ٹشو کا ڈبا کھول کر اس کا نیم رخ دیکھا۔

www.novelsclubb.com کون ہے وہ؟؟

تمہیں عائشہ باجی بلار ہی ہے۔" غزل نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ پیچھے سے کوئی ویٹر اس کہ پاس آ کر بلکی آواز میں بولا۔ آواز اتنی ہلکی تھی کہ این ایم کو سنائی نہیں دی۔

غزل بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔

"جواب دو۔۔" این ایم نے پوچھا جواب نہ پا کر اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔

"کون تھی وہ۔۔" اس کہ لب ہلے پھر اس نے ٹیبل پر لگائے گئے کھانے پانی کہ گلاس ٹشو پیپر کہ ڈبے کو دیکھا جس سے کچھ ٹشو باہر نکال کر رکھے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ کون تھی وہ پھر سے اس کہ لب ہلے۔

اس نے پلیٹ کو کھینچ کر اپنے سامنے رکھا پھر سامنے بنی سیڑھیوں کو دیکھا۔ لوگوں کی رش میں وہ کہی چلی گئی۔ وہ جو کوئی بھی تھی مگر خوبصورت بولتی تھی۔ این ایم کہ دل نے گواہی دی۔

☆☆☆☆☆☆

وہ اپنی آخری کلاس لیکر نکلی ہی تھی کہ سامنے سے ظہیر اور شبنم بھی اسے آتے دیکھائے دیئے۔

"غزل تم آنٹی کا فون کیوں نہیں اٹھا رہی۔ انہوں نے مجھے فون کیا تھا پریشان لگ رہی تھی"

ظہیر بولا اب وہ تینوں زولوجی کہ ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکل رہے ہیں۔

"سائینٹ پر لگا دیا تھا۔ اچھا تم دونوں چلو میں امی سے بات کر کے آتی ہوں۔" غزل کا ندھوں پر لٹکایا ہوا بیگ اتارتے ہوئے بولی۔

وہ دونوں خاموشی سے سر ہلا کر آگے بڑھ گئے۔ غزل اپنے ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔ کال ملائی جو پہلی رنگ پر ہی اٹھالی گئی۔

"امی کیسی ہے آپ؟"

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ تم ٹھیک ہو۔"

"جی میں بھی ٹھیک ہوں۔"

"غزل مجھے تم سے اصغر کہ بارے میں بات کرنی ہے۔" کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہنے کہ بات زرین بولی۔

"کیا بات امی۔۔" غزل کہ چہرے پر پریشانی کہ ساتھ ساتھ تشویش کہ تاثرات بھی نمودار ہوئے۔

تم نے انہیں فون کیا تھا۔"

جی امی کیا تھا۔ کیوں کیا ہوا؟؟؟

"آئندہ مت کرنا بیٹا۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد زین بولی۔ ان کے لہجے میں بے بسی ہی بے بسی ہے۔

کیوں امی۔ "غزل حیران ہوئی۔

"جس دن تم نے انہیں فون کیا تھا اس دن وہ گھر آ کر ہم سب سے لڑے تھے عباس کو مارا بھی تھا

www.novelsclubb.com

"کیا۔۔۔" غزل جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی وہاں بیٹھے دوسرے اسٹوڈنٹ نے حیرت سے اسے مڑ کر دیکھا۔

"امی آپ جھوٹ بول رہی ہے ناں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ابو نے کبھی بھی عباس پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔"

"غزل تمہاری وجہ سے انہوں نے عباس کو مارا ہے۔ اس دن ان کی طبیعت بھی خراب ہو گئی تھی۔ انہوں نے عباس کو کہا کہ اپنی بہن کو کہو کہ آئندہ مجھے فون نہ کرے مجھ سے لڑے اماں سے جھگڑا کیا۔ غزل زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا تھا وہ کبھی کبھار مجھ سے لڑتے تھے۔ مگر اماں سے یا پھر عباس سے نہیں یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ بیٹا آئندہ تم ان سے بات کرنے کی کوشش نہیں کرو گی۔ تمہاری وجہ سے وہ ہسپتال تک پہنچ گئے۔ تمہاری وجہ سے یہاں گھر کا ماحول خراب ہو رہا ہے بیٹا تمہیں ہم سے بات کرنی ہے کرو مگر انہیں فون مت کرو تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔"

غزل کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی۔ اس نے بے یقینی کے عالم میں موبائل کو کان سے بنا کر دیکھا۔ مطلب اس کی وجہ سے گھر کا سکون برباد ہو رہا ہے۔

"امی ظہیر کو یہ بات پتہ تھی کہ ابو کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔" کچھ دیر بعد غزل ز کام زدہ آواز میں بولی۔

"ہاں اسے پتہ تھا۔ اب اس سے لڑنا مت میں نے ہی اسے کہا تھا کہ تمہیں نہ بتائے۔ میری بات پر عمل کرنا غزل اصغر کو فون مت کرو آئندہ سمجھ آرہی ہے میری بات۔" زرین اس کی طرف سے خاموشی پا کر بولی۔

"امی وہ میرے ابو ہیں۔ مجھے ان کی یاد آتی ہے۔ میں روز نہیں پر کبھی کبھار انہیں فون تو کر سکتی ہوں نا۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں تم کبھی کبھار بھی انہیں فون نہیں کر سکتی ہو۔ اور انہیں تم یاد نہیں آتی اس لیے آئندہ فون مت کرنا۔" زرین سخت لہجے میں بولی۔

"امی آپ انہیں سمجھائے شاید وہ سمجھ جائے میں بیٹی ہوں ان کی۔" غزل رونے کہ درمیان بولی۔

"بیٹی اناپرست لوگوں سے امیدیں نہیں لگایا کرتے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس لیے آئندہ انہیں فون مت کرنا۔" زرین نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔

غزل بے بسی سے موبائل کی تاریک اسکرین کو دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆

سفید رنگ کی میکسی میں شولڈر کٹ بال کھولے سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگائے نیلی آنکھوں میں ادا سی لیے وہ ریستورینٹ میں اپنے باپ کے سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔

"ابو میں مزید یہ رشتہ نہیں نبھاسکتی۔" جھجکتے ہوئے اس نے بات کا آغاز کیا۔

www.novelsclubb.com

وجہ۔۔ "سامنے بیٹھے مصطفیٰ صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ابو میں آپ کو وجہ بتا چکی ہوں۔"

"یہ کوئی وجہ نہیں ہے شازمہ شادی سے پہلے ہر لڑکا ایسے ہوتا ہے۔ پھر شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔"

"ابو جو چیز شادی سے پہلے ٹھیک نہیں ہے۔ وہ شادی کے بعد کیسے ٹھیک ہوگی۔"

"شازمہ لڑائی ہمیشہ تم ہی شروع کرتی ہو اس نے آج تک تم سے پانی کا گلاس تک نہیں مانگا اس دن بھی ریسٹورینٹ میں لڑائی تم نے ہی شروع کی تھی۔ اس بات کا کوئی جواب ہے تمہارے پاس؟؟" انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔ شازمہ خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے آکر کھانا لگا دیا۔

"تمہاری اور فرحان کی شادی تمہارے مرحوم چاچا کی خواہش تھی۔ میں کیسے ان کی خواہش کا احترام نہ کروں۔"

"ابو اگر ہم زندہ لوگ مرحوموں کی خواہشات پوری کرنے لگ گئے ناتو ہم میں اور قبر میں لیٹے مرحوموں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔"

"کھانا کھاؤ۔۔۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے کہا۔

شازمہ نم پڑتی آنکھوں کہ ساتھ اپنے باپ کو دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

دوپہر کہ گیارہ بج رہے ہیں۔

لابیریری میں بیٹھی وہ پڑھ رہی ہے۔ جب اس کا موبائل بجا اس جلدی کال کاٹ کر میسیج کیا۔

"میں لابیریری میں ہوں کوئی کام ہے کیا؟؟؟"

کیااااا؟؟؟؟عباس کی طرف سے حیرت بھرا کیا موصول ہوا۔

غزل نے بیزاری سے عباس کہ میسیج کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا کونسے دورے پرے ہیں تمہیں جو اتنا حیران ہو رہے ہو؟؟؟"

"میں حیران ہوں تم لابیریری میں گئی ہو۔"

"میں یہاں بیٹھی کوئی ناول نہیں پڑھ رہی عباس اپنے سبجیکٹ کہ متعلق پڑھ رہی ہوں۔" غزل

نے میسیج کر کے موبائل رکھ دیا۔

"اچھا مجھے افسوس ہوا کہ تم وہاں پر بھی کوئی ناول نہیں پڑھ رہی ہو۔" عباس کا افسوس بھرا میسج آیا۔

"کیا تم آج یونیورسٹی نہیں گئے کیا جو میرا دماغ کھا رہے ہو۔؟؟ غزل نے اپنے سامنے رکھی کتاب بند کر کے شیف میں رکھی پھر لائبریری سے باہر نکل آئی۔
ہاں آج میں نہیں گیا۔

"کس خوشی میں۔" غزل نے بجائے میسج کہ کال کی جو فوراً اٹھالی گئی۔

"ایسے ہی۔۔۔" اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھا عباس کندھے اچکا کر بولا۔

غزل گھومتے گھومتے کینیٹین میں آگئی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔
www.novelsclubb.com

"اچھا اللہ حافظ میں کینیٹین آئی ہوں کچھ کھاپی لو پھر کلاس بھی لینی ہے۔"

اچھا ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔۔" عباس نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔

غزل نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر پیسے ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر

اگلے لمحے وہ کینٹین سے اٹھ کر باہر چلی گئی۔ مگر جاتے وقت اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی دیکھی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

"غزل کہاں ہے۔؟؟" ظہیر نے لاؤنج کی چھوٹی سی ٹیبل پر کھانا لگاتی شبنم سے پوچھا۔ رات کا ایک بج رہا ہے۔

"اس نے کہا کہ بھوک نہیں ہے۔" شبنم پانی کا جھگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی پھر خود بھی وہی بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں طبیعت ٹھیک ہے اس کی۔" ظہیر نے پریشانی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں یونیورسٹی سے آئی ہے تب سے اس کا موڈ اوف ہے۔" شبنم کندھے اچکا کر بولی۔

"اچھا میں دیکھ کر آتا ہوں۔" ظہیر اٹھ کر اس کے کمرے میں چلا گیا۔

"غزل کیا ہوا تم کھانا کیوں نہیں کھا رہی۔؟؟"

"بھوک نہیں ہے۔" غزل بستر پر چادر رکھتے ہوئے بولی۔

کیوں؟؟

"میں نے کینیٹین میں کھا لیا تھا۔ اب مجھے نیند آرہی ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے شب بخیر۔" ظہیر بول کر باہر نکل گیا۔

باہر آیا تو شبنم کھانا کھانا شروع کر چکی ہے۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا کیوں نہیں آرہی؟؟" شبنم نے پوچھا۔

"کہہ رہی ہے کینیٹین میں کھا لیا تھا اب نیند آرہی ہے میں نے بھی ڈسٹرب نہیں کیا ریسٹورینٹ

سے تھکی ہوئی آئی ہے۔" ظہیر اپنی پلیٹ میں چاول ڈالتے ہوئے عام سے لہجے میں بولا۔

"اچھا پر غزل آج کینیٹین تو نہیں گئی تھی۔" شبنم آخری نوالا لیتے ہوئے بولی پھر اپنی پلیٹ اٹھا کر اوپن کچن میں چلی گئی۔

ظہیر نے بے یقینی کہ عالم میں پہلے شبنم پھر کمرے کہ بند دروازے کو دیکھا۔

اگلے لمحے وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھوں میں ابھی بھی بے یقینی کہ تاثرات نظر آرہے ہیں۔

اگلے دو منٹ میں وہ اپارٹمنٹ سے باہر کالونی میں فون کان سے لگائے کھڑا ہے۔ آنکھیں نم ہو رہی ہیں۔

"کیسے ہو بیٹا میں اوپی ٹی میں تھا اس لیے تمہارا فون نہیں اٹھا سکا۔؟؟ فون اٹھا لیا گیا اس طرف سے اصغر صاحب کی مسکراتی ہوئی آواز آئی۔"

"م م۔۔ میں ٹھیک ہوں۔" خشک ہوتے گئے کہ ساتھ اس نے جواب دیا۔

اچھا اور سناؤ کیا کر رہے ہو۔؟؟

"کچھ نہیں مجھے آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے۔" ظہیر نے زکام زدہ آواز میں کہا۔

"پوچھو کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔؟؟" انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔

"انکل اگر کسی لڑکی کا باپ انجینئر کمیشنریا پھر ڈاکٹر ہو اور پھر بھی وہ لڑکی اپنی یونیورسٹی میں کینیٹین میں جائے اور جب پیسوں کیلئے بیگ میں ہاتھ ڈالے پھر تھوڑی دیر بعد بغیر کچھ کھائے کینیٹین سے اٹھ کر آجائے پھر آپ سوچے اس لڑکی پر کیا گزرے گی۔"

"رات کہ ایک بجے تم نے یہ سوال کرنے کیلئے مجھے فون کیا ہے۔؟؟"

"ہاں بس ویسے ہی میرے ذہن میں آگیا تو سوچا پوچھ لوں آپ سے۔" ظہیر کندھے اچکا کر بولا۔ مگر اب نم آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد اس طرف سے فون کٹ گیا۔



"تم نے سر کو ایسا کیا کہا کہ وہ تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے۔" وہ اور عائشہ باجی اس وقت ریستورینٹ کے کچن میں کھڑی ہیں۔

کون سر؟؟

"این ایم سر اور کون۔"

"کون این ایم۔۔" غزل کو ابھی بھی ان کی بات سمجھ نہیں آئی۔

"اس ریستورینٹ کا مالک اور کون اس دن تم گئی تھی نا اسے کھانا دینے کیا کہا تھا تم نے ان سے کچھ الٹا سیدھا تو بول کر نہیں آگئی۔"

"ان کا نام این ایم ہے۔ مطلب اے بی سی والا این ایم؟؟ غزل حیران ہوئی۔"

تم اس بات پر حیران ہو رہی ہو کہ ان کا نام این ایم کیوں ہے۔؟؟ غزل نے سر اثبات میں بلا دیا۔

"وہ تو کسی کو بھی نہیں پتہ حتیٰ کہ ان کے بیسٹ فرینڈ کو بھی نہیں سوائے ان کے ماں باپ کے۔"

"الفابیٹ کو نام کہ طور پر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا آزر بائیجان میں ناموں کی قلت پڑ گئی تھی کیا۔" وہ ابھی بھی حیران ہے۔

"تم اس سب کو چھوڑو یہ بتاؤ تم نے ان سے ایسا کیا کہا تھا۔"

غزل نے پہلے بیچاری شکل بنا کر انہیں دیکھا پھر ساری بات بتادی۔

"افف غزل تم نے ایسا کیوں کیا جب میں نے کہا بھی تھا کہ ان سے بات ہی مت کرنا تو کیوں کی؟؟؟" وہ غصے سے بولی۔

"تم اسے اسلام کی دعوت دے کر آگئی۔"

"تو اس میں ایسا کیا ہے۔" غزل کو حیرت ہوئی۔

"اسے اسلام نامی مذہب سے چڑ ہے غزل تم نے ایسا کیوں کیا؟؟؟" ان کی آنکھیں اب نم

ہو گئیں۔ غزل کو اب احساس ہوا کہ بات اتنی چھوٹی نہیں ہے جتنا وہ سمجھ رہی تھی۔

"بیٹی اسے غصہ نہیں آتا مگر جب آتا ہے نا تو طوفان کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔"

تم جاؤ اپنا کام کرو میں سنبھال لو گی۔ اور ہاں اگر وہ تمہیں کہی بھی ملے تو صاف منع کر دینا کہ میں نے تو ایسا ویسا کچھ نہیں کہا تھا۔"

"مگر اس نے میرا چہرہ نہیں دیکھا آپ فکر مت کرے وہ مجھے پہچان نہیں پائے گا۔"

"وہ سب کچھ بھول سکتا ہے مگر کسی کی آواز نہیں۔" وہ جانے لگی تب پیچھے سے عائشہ باجی نے بے بسی سے کہا۔ غزل نے انہیں تسلی دیکر وہاں سے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

"تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟؟ وہ اس وقت اپنے ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی ہے۔ جب اس کی کلاس فیلو نے اس سے پوچھا۔

کیوں یہاں بیٹھنا منع ہے۔؟؟

"ارے نہیں میں اسی لیے کہہ رہی ہوں کیونکہ ہماری کلاس کیلئے سیمینار رکھا گیا ہے۔ ساری کلاس ہال میں ہیں، تم بھی چلو۔" غزل سر ہلا کر اس کے پیچھے سیمینار ہال کی طرف چل پڑی اور ظہیر اور شبانم کو میسج بھی کر دیا کیونکہ وہ دونوں بھی زولو جی ہی پڑھ رہے ہیں۔

سیمیٹار شروع ہوا آزر بائیجان کے سائنس دانوں کو اسٹیج پر بلا یا گیا۔ اسٹوڈنٹ نے ان سے مختلف قسم کے سوال کیئے ان میں سے ہی ایک این ایم بھی شامل ہے۔ اسے اسٹیج پر بلا یا گیا۔ غزل حیرت سے اسے دیکھے گئی۔ سیمیٹار ختم ہوا تو پہلے اسٹوڈنٹس کو ہال سے باہر جانے کا کہا گیا۔

"غزل تم نے کوئی سوال کیوں نہیں پوچھا؟؟؟ باہر آتے ہی شبینم کہ سوال شروع۔

"کیوں کہ مجھے کچھ پوچھنا ہی نہیں تھا۔" غزل کندھے اچکا کر بولی۔

"پر تم تو کہہ رہی تھی کہ تمہیں کچھ ٹوپک سمجھ نہیں آرہے۔" اس بار ظہیر نے سوال پوچھا۔
آخر کار وہ شبینم کا بھائی ہے۔

"میں نے خود سے سمجھ لیئے تھے۔ اب کیا فضول سوال پوچھ رہے ہو تم دونوں مجھ سے۔" وہ چڑ

کر بولی ان کہ پاس سے گزرتا این ایم رک گیا آس پاس کی آوازیں اس کیلئے جامد ہو گئیں۔ صرف

اس لڑکی کی آواز اس کہ کانوں میں گھل گئی۔ اسے اس کی زبان تو سمجھ نہیں آئی مگر اس کی آواز

بہت خوبصورت ہے۔ اس نے آج بھی یہ بات تسلیم کی۔

"غزل تمہارے پیچھے کھڑا ہینڈ سم سائنس دان تمہیں گھور رہا ہے۔" شبنم کی نظر جب این ایم پر پڑی تب اس نے شرارت سے غزل کو دیکھ کر کہا۔ ظہیر نے بھی چہرہ موڑ کر این ایم کو دیکھا۔ غزل نے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا پھر دیکھتی رہ گئی۔ سر مئی آنکھوں اس کہ چہرے پر جمی ہوئی ہیں۔

"بچ چلو مجھے بھوک لگی ہے۔" انکی ہوئی آواز میں کہہ کر وہ اس کہ قریب سے گزر گئی۔ اس کہ جانے کہ بعد این ایم نے اس جگہ کو دیکھا جہاں سے وہ گئی تھی۔ پھر خود بھی چلا گیا۔ جاتے وقت وہ اسکی آنکھوں میں ایک انوکھی سی چمک دیکھی جاسکتی ہے۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو وہ تمہاری یونیورسٹی آیا تھا۔" عائشہ باجی نے حیرت سے پوچھا۔ غزل نے بیچارگی سے سر ہلا دیا۔

"اسی لیے وہ آج آیا ہے اور دیکھنا تھوڑی دیر میں تمہیں بلانے کوئی آجائے گا۔"

"باجی آپ نے کہا تھا کہ آپ میری مدد کرے گی۔"

"ہاں میں نے اس کہ دوست یعنی اس ریٹورینٹ کہ مینجر سے بات کی ہے۔ باقی اللہ ہی مالک ہے۔"

"عائشہ باجی این ایم سر نے آپ کو بلایا ہے۔" ایک ویٹر نے آکر ان سے کہا۔

"چلو جی مجھے نہیں تمہیں بلارہا ہے۔ جاؤ اور یہ کھانا لیکر جاؤ۔" عائشہ باجی نے اسے گرم کھانے کی ٹرے پکڑادی۔ غزل نے پہلے بے بسی سے ٹرے پھرا نہیں دیکھا۔

"جھوٹ بول دینا۔ کہنا کہ مجھے یاد نہیں ہے۔ اب جاؤ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

وہ کچن سے باہر آگئی۔ ایک ویٹر کو روک کر پوچھا کہ این ایم سر کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ویٹر نے اسے تیسری منزل کا بتایا۔ جتنی آیتیں اسے یاد ہے۔ اس نے پڑھ لی۔ وہ آج بھی اپنی مخصوص جگہ پر کھڑکی کی طرف منہ کیئے بیٹھا ہوا ہے۔ غزل نے خاموشی سے کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"سر آپ کا کھانا لگ گیا ہے۔" تھوڑی دیر بعد غزل نے اسے اطلاع دی این ایم نے چہرہ موڑ کر پہلے ٹیبل کو دیکھا کھانا بالکل اسی دن کی طرح لگایا گیا ہے۔ گلاس میں پانی ٹشو پیپر کہ ڈبے سے ٹشو نکال کر رکھے ہوئے ہیں۔

بیٹھو این ایم نے چہرہ موڑ اس لڑکی کو دیکھا جو کنفیوز کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی ہیں۔

غزل نے بیچارگی سے اسے دیکھا پھر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"تمہارا نام کیا ہے۔؟؟ پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے این ایم نے اس سے پوچھا۔

"غزل اصغر۔"

"تعلق کہاں سے ہے۔؟؟"

"پاکستان کراچی۔"

"تمہیں یاد ہے اس دن تم مجھے کھانا دینے آئی تھی۔؟؟ غزل نے سر ہلا دیا۔ بولی کچھ نہیں۔

www.novelsclubb.com

تمہیں میرا سوال یاد ہوگا۔" غزل خاموش رہی کچھ نہیں کہا۔

"کون ہے وہ جس سے میں اپنے دل کی ہر بات کر سکتا ہوں؟؟ نرمی سے پوچھا گیا۔

"وہ تو آپ کو پتہ ہو گا نا مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ آپ اپنے دل کی بات کس سے کر سکتے ہیں۔

"غزل نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پر تم جو اس دن کہہ رہی تھی کہ۔۔۔"

"اللہ اللہ ہی وہ ہستی ہے جس سے آپ اپنے دل کی ہر بات کہہ سکتے ہیں۔" غزل اس کی بات کاٹ کر بولی۔

ٹھیک ہے جاؤ۔ این ایم نے چہرہ موڑ کر کھڑکی سے باہر دوڑتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھ کر کہا۔ لہجے میں پہلے والی نرمی نہ رہی۔ غزل حیران ہوئی۔

"تم ابھی تک یہی بیٹھی ہوئی ہو میں نے کیا کہا کہ جاؤ۔" چہرہ موڑ کر اس نے سختی سے کہا۔ غزل ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"میں نے کہا جاؤ۔" اس بار وہ چلایا۔ غزل ڈر کر اٹھ کھڑی ہوئی وہاں بیٹھے لوگوں نے چہرہ موڑ کر انہیں دیکھا۔ غزل کو شرمندگی کا احساس ہوا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم نمونے کہی کے۔" غزل غصے سے کہہ کر جلدی سے وہاں سے چلی گئی۔ این ایم نے غصے اور حیرت کی ملی جلی کیفیت سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ اسے اس کی زبان سمجھ تو نہیں آئی مگر اسے یہ پتہ چل گیا کہ وہ گالی دیکر گئی ہے۔

رورو کو اس نے اپنا برا حال کر دیا۔ عائشہ باجی اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی۔ پورے ریسٹورینٹ کہ ویٹر اس کہ سر پر کھڑے اسے تسلی دے رہے ہیں۔ کہ کچھ نہیں ہوگا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ سر کا غصہ تھوڑی دیر کیلئے ہے۔ پھر وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

باجی میں نے اسے کچھ نہیں کہا مگر پھر بھی اس نمونے نے مجھے ڈانٹا۔ یہ کوئی پانچویں بار ہے۔ جب اس نے آزر بائیجانی کہ ساتھ یہ اردو کا لفظ استعمال کیا جو عائشہ باجی کو سمجھ نہیں آیا۔ بامشکل اسے سمجھا کر عائشہ باجی نے دوبارہ کام پر لگا دیا۔ یہ کہہ کر کہ وہ تمہیں نوکری سے نہیں نکالے گا۔ فلیٹ آکر اس نے ظہیر کو اپنی ساری کارروائی بتادی۔ ظہیر نے پہلے تو اسے ڈانٹا پھر تسلی دی کہ اس ریسٹورینٹ کا مینیجر اس کا دوست ہے۔ اور وہ اس سے بات کرے گا۔ اگلے دن عائشہ باجی نے اسے یہ خوشخبری سنائی کہ وہ اس ریسٹورینٹ سے نہیں نکالی گئی۔ وہ یہاں کام کر سکتی

ہے۔ اس نے اس ریسٹورینٹ کے مینیجر کو ہزاروں دعائیں دی۔ اور پتہ نہیں کتنی مرتبہ اس نے ریسٹورینٹ کے مالک کو نمونہ کہا۔ کیوں کہ ظہیر نے اس سے کہا کہ کیم نے این ایم سے بات کر لی ہے۔ تم وہاں کام کر سکتی ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"غزل کل کو ہفتہ ہے۔ رات کا ایک بج رہا ہے۔" وہ چار پائی پر بیٹھا غزل سے بات کر رہا ہے۔

یہ بتانے کیلئے فون کیا ہے۔؟؟؟ وہ چڑ کر بولی

"ہاں تاکہ تم تیاری کرو اس کے کام کی اتوار کو وہ پھر تمہیں فون کرے گا۔"

"میں دیکھوں گی۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ کام میں کر سکتی ہوں۔ کل کو ہفتہ ہے۔ میں نے ابھی تک

کچھ نہیں سوچا کہ کیا کرنا ہے۔ تم کچھ بتاؤ میں کیا کروں؟؟؟" وہ ادا سی سے بولی۔

"میں پاکستان میں بیٹھ کر تمہیں صرف یہ یاد دلوا سکتا ہوں کہ اتوار آنے میں کتنا وقت ہے۔"

عباس مسکرا کر بولا۔ اور اس کی مسکراہٹ نے غزل کا پارہ ہائی کر دیا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی میں یہاں پریشان ہوں اور تمہیں مذاق کی پڑی ہوئی ہے۔ کیسے بھائی ہو تم کتنی مرتبہ کہا ہے کہ بکو اس مت کیا کرو۔"

"تو اب میں کیا کروں یہاں سے فوجی بھجوادوں تمہارے لیے تاکہ وہ تمہاری مدد کر سکے۔" عباس نے ہنس کر کہا۔ اور یہی غزل کی برداشت ختم ہوئی۔

"دفع ہو تم میں خود کچھ دیکھ لوں گی۔ اگر امی تمہارے آس پاس ہے تو انہیں فون دو مجھے بات کرنی ہے۔"

"اپنے فون سے کرو میں اوپر جا رہا ہوں۔ تمہیں پتہ ہے میں نے ایک نئی ناول خریدی ہے۔۔۔"

"عباس امی کو فون دو۔ غزل نے دانت پر دانت جما کر ضبط کر کے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" عباس خفگی سے بول کر کچن میں چلا گیا۔ فون زرین بیگم کو دے کر خود اوپر چلا گیا۔

"میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔ اتنے دنوں سے کتنی مرتبہ فون کیا میں نے تمہیں مجال ہے کہ ایک بار بھی اٹھا لیا ہو۔" زرین خفگی سے بولی۔

"امی آپ نے ہی تو کہا تھا کہ میری وجہ سے گھر کا ماحول خراب ہو رہا ہے۔"

"غزل ہم ایک رنگ چھوڑنے والے کپڑے کو الگ کیوں دھوتے ہیں؟"

"کیوں کہ وہ اپنے رنگ سے دوسرے کپڑوں کو خراب کرتا ہے۔" غزل کچھ دیر بعد بولی۔

"اور پھر ہم اسی جوڑے کو اپنے مطلب کیلئے پہنتے بھی ہیں۔"

"جی امی ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔"

"تم بھی اسی کپڑے کی مثال ہو۔" زرین سنجیدگی سے بولی۔

"امی کیا مطلب ہے آپ کا۔" غزل کو دکھ ہوا۔

"یہ میں تمہیں وقت آنے پر بتاؤ گی۔ ابھی کیلئے اللہ حافظ۔" زرین نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔ پھر

رباب کہہ ہاتھوں عباس کا موبائل بھجوا دیا۔

لاؤنچ میں کھڑکی کہ سامنے بیٹھی غزل نم آنکھوں سے موبائل کو دیکھتی رہ گئی۔ عباس کا میسج آیا وہ بنا پڑھے کمرے میں سونے کیلئے چلی گئی۔



"تمہیں اس سے معافی مانگنی چاہیے۔" وہ دونوں آج بھی بالکونی میں بیٹھے کافی کہ ساتھ باکو کہ موسم کو انجوائے کر رہے ہیں۔ دوپہر کہ گیارہ بج رہے ہیں۔ دھوپ کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔

"کس سے معافی مانگوں۔؟؟"

"ظہیر کی کزن سے تمہاری وجہ سے مجھے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی ہے تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اب یہ ظہیر کون ہے۔؟" این ایم نے کافی کا گھونٹ حلق میں اتارے ہوئے پوچھا۔

"وہی جس کہ ساتھ اس دن ریسٹورینٹ میں لڑائی ہوئی تھی۔"

"اچھا وہ لڑکی جس نے جاتے وقت مجھے گالی دی تھی۔" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"اس نے تمہیں گالی دی تھی۔" کیم حیران ہوا این ایم نے سر ہلادیا۔

"نہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔ وہ ظہیر کی کزن ہے۔ میں ظہیر کو جانتا ہوں وہ بہت اچھا انسان ہے۔

اس کی کزن ایسی نہیں ہو سکتی۔ تمہیں اپنے رویے کی معافی مانگنی چاہیے۔" کیم نے نفی میں سر

ہلایا۔

"میں کوئی معافی نہیں مانگ رہا۔ تمہارے کہنے پر میں نے اسے نوکری سے نہیں نکالا اتنا کافی ہے۔"

تمہیں برا نہیں لگ رہا۔؟؟ کیم نے افسوس سے پوچھا۔
www.novelsclubb.com

"لگا تھا تب جب اس نے مجھے گالی نہیں دی تھی۔ جب اس نے گالی دی سارا افسوس خاک میں مل گیا۔"

"اس نے تم سے کیا کہا۔ مطلب کیا گالی دی۔"

"اس نے اپنی زبان میں دی تھی۔ میں سمجھا نہیں تھا۔"

"واہ تمہیں اس کی زبان سمجھ نہیں آئی مگر پھر بھی تمہیں ایسا لگتا ہے کہ اس نے تمہیں گالی دی۔"

"کیم شاباشی دینے والے انداز میں بولا۔"

"غصے میں اس نے جو کہا تھا وہ میرے لیئے کوئی دعوت نہیں ہوگی گالی ہی ہوگی اب تم چپ کر کے"

کافی پیو اور مجھے بھی پینے دو۔" این ایم نے بات ٹال دی۔ کیم اسے افسوس سے دیکھ کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اس لڑکی نے سراٹھا کر اس خوبصورت عمارت کو دیکھا اس کی آنکھوں میں ڈر ہے۔ ناکامی ہے۔

ہار کر آنے کا دکھ۔ وہ واقعی میں ہار کر آئی ہے۔ اس نے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔ ریسپشن پر

بیٹھی ہوئی لڑکی سے اپنا تعارف کروایا۔ لڑکی نے اسے مینیجر کے کمرے میں بھیج دیا۔ اگلے دس

منٹ بعد وہ مینیجر کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے۔ اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوئی۔

سامنے بیٹھی لڑکی اپنے سامنے رکھے لیپ ٹاپ کی چمکتی ہوئی اسکرین پر اپنی چمکتی ہوئی آنکھیں

جمائے کچھ دیکھ رہی ہے۔ تب ہی اس نے سر اٹھا کر دروازے پر کھڑی لڑکی کو دیکھا جو کنفیوز کھڑی اسے دیکھ رہی ہے۔

"آ جاؤ بیٹھو۔" اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے کہا۔ غزل کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"میرا نام شازمہ مصطفیٰ ہے۔ میں فرحان اختر کی مینیجر ہوں۔ آپ کو کیا کام ہے ان سے مجھے بتائے۔" وہ پروفیشنل انداز میں بولی۔

"وہ خود کہاں ہے مجھے ان سے بات کرنی ہے۔"

شازمہ نے حیرت سے اسے دیکھا پھر لیپ ٹاپ کھول کر اس کے سامنے کر دیا۔ غزل نے لیپ ٹاپ پر چلنے والی خبر کو دیکھا جہاں فرحان اختر کو جیل میں ڈالا گیا ہے۔ کسی لڑکی کے ہر اسمنٹ کے کیس میں غزل نے حیران ہو کر شازمہ کو دیکھا۔

"خود تو پولیس اسٹیشن جا کر بیٹھ گیا اور یہاں مجھے زلیل کروانے کیلئے بھیج دیا۔" بڑ بڑاتے ہوئے بولی۔

"تم کون ہو؟؟؟" شازمہ نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی۔

"میں وہی ہوں جس کو اس نے اپنے کاموں کیلئے پاکستان سے بلا یا تھا۔ اور اب خود پولیس اسٹیشن میں جا کر بیٹھ گیا ہے۔" وہ غصے سے بولی۔

"اچھا سہی اب تم مجھے بتاؤ اس سے کیا کام ہے کیونکہ اب تو وہ پولیس اسٹیشن میں ہے۔ پتہ نہیں کب باہر آئے۔" شازمہ مسکرا کر بولی۔

"تم اس کہ پولیس اسٹیشن جانے پر اتنا خوش کیوں ہو رہی ہو۔؟؟"

"وہ اصل میں وہ میرا ذبردستی مسلط کیا جانے والا منگیترا ہے۔ اسی لیے اس کہ جیل جانے سے میں خوش ہو رہی ہوں۔ میرا دل کر رہا ہے کہ میں اس لڑکی کو گلے لگالو۔" وہ چہکتی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں بھی اس لڑکی کو گلے لگانا چاہتی ہوں۔" غزل تھوڑی دیر بعد مسکرا کر بولی۔

"ہاں میں تمہارے احساسات کو سمجھتی ہوں۔ اس نے تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی رویہ رکھا ہوگا جیسا میرے ساتھ رکھا ہے۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم بھی اس تنگ ہو۔" شازمہ افسوس سے بولی۔ غزل نے اس کی بات پر سر ہلادیا۔

"تمہیں اس لڑکی کا نام معلوم ہے۔؟؟" غزل نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"مجھے معلوم ہے۔" غزل اٹھ کر اس کی کرسی کی قریب کھڑی ہو گئی۔

"وہ میری دوست ہے۔" وہ عجیب سے انداز میں بولی۔

"میں بھی اسے گلے لگانا چاہتی ہوں۔ مگر لگا نہیں سکتی کیونکہ میں نے اسے تھوڑی دیر کیلئے تلاش

کیا تھا۔ پھر کھودیا۔"

"وہ تمہاری دوست ہے۔؟؟ شازمہ نے حیرت سے پوچھا۔"

"تم اس کا نام جاننا چاہتی ہو؟؟ اسے گلے لگانا چاہتی ہو؟؟ شازمہ نے حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت سے سر ہلا دیا۔

غزل دوبارہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔ محفوظ نظروں سے شازمہ کو دیکھا پھر جو بولی اس پر شازمہ کیلئے یقین کرنا مشکل ہو گیا۔

"اس کا نام غزل اصغر ہے۔ کیا تم مجھے گلے لگانا پسند کرو گی؟؟"

☆☆☆☆

جاری ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com

تلاش از قلم لائبہ حبیب

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: